کرسی پر نماز کی فقہی تحقیق

از: مفتی محمد شعیب اللہ خاں
جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلاَۃُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَ عَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ أَجْمَعِیْنَ، أمّا بعد!

آج کل مساجد میں کرسیوں کا رواج عام ہو رہا ہے اور لوگ عذر سے یا بلا عذر کے کرسیوں کو نماز کے لیے استعمال کر رہے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ کرسی پر نماز پڑھنے کا رواج ابھی ابھی چند سالوں سے شروع ہوا ہے، اس سے پہلے بھی لوگ بیمار ہوتے تھے اور اعذار ان کو بھی لاحق ہوتے تھے؛ مگر کبھی لوگوں کو کرسی پر نماز کی نہیں سوجھی۔

اکثر دیکھنے میں آیا ہے اور سنا بھی جاتا ہے کہ لوگ اچھے خاصے ہیں، چلنے پھرنے، اٹھنے، بیٹھنے کی قوت پوری طرح رکھتے ہیں، اور اپنے گھروں سے چل کر آتے ہیں؛ مگر نماز کے وقت خود ہی کرسی کھینچ کر اس پر نماز پڑھتے ہیں۔ یہ صورت حال اس بات کو سمجھنے کے لیے کافی ہے کہ لوگوں میں تکاسل وتغافل ہے اور نماز کی اہمیت سے وہ بے خبر ہیں؛ لہٰذا ان کو توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔

اور اس سے انکار نہیں کہ بعض اللہ کے بندے واقعی عذر اور شدید مجبوری میں کرسیوں کا استعمال کرتے ہیں اور ان کا یہ عذر شرعی ومعقول ہوتا ہے، اور آج کل قویٰ کی کمزوریوں اور نئی نئی قسم کی بیماریوں نے اصحابِ اعذار کی بھی بہتات کردی ہے۔

الغرض! ایک جانب دین سے غافل اور لا پرواہ لوگ ہیں جو بلا وجہ و بلا عذر محض تن آسانی ولا پرواہی سے اور غفلت وسستی کی بنا پر یا محض شوقیہ یا فاخرانہ طور پر نماز کے لیے کرسیوں کا استعمال کرنے لگے ہیں، تو دوسری جانب ان حضرات کی بھی ایک بڑی تعداد پائی جاتی ہے جن کے دلوں میں اللہ کا ڈر وخوف اور احکام الٰہی کی عظمت وجلالت موجود ہے اور وہ بھی کرسیوں کا استعمال کرتے ہیں؛ مگر اس وجہ سے کہ وہ واقعی معذور ومجبور ہیں۔

اس صورت حال میں علماء ومفتیان کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ امت کو اس سلسلے میں صحیح وغلط اور اچھے وبرے کی تمیز بتائیں اور شریعت کی روشنی میں اس کے احکام کو واضح کریں اور شریعت کے وصف امتیازی ''اعتدال'' کو پیش نظر رکھتے ہوئے پہلی قسم کے لوگوں کی بے اعتدالیوں پر تنبیہ کے ساتھ ساتھ واقعی عذر رکھنے والوں کے لیے شریعت کی عطا کردہ سہولتوں کو پیش کریں؛ تاکہ اصحاب اعذار ان سے منتفع ہوسکیں۔

زیر نظر تحریر اسی مسئلے کی تحقیق کے لیے لکھی گئی ہے اور اس میں ہم نے اس کے دونوں پہلوؤں کو واضح کیا ہے؛ تاکہ افراط وتفریط کی راہوں سے الگ اعتدال کے راستے پر قائم رہیں۔ واللہ اعلم۔

محورِ اوّل: بلا عذر کرسی پر نماز ناجائز ہے

کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کے بارے میں ہماری بحث کے تین محور ہیں: ایک یہ کہ بلا عذر کرسی پر نماز کا حکم، دوسرے عذر معقول کی وجہ سے کرسی پر نماز کا جواز، اور اس کے شرائط وقیود، اور تیسرے کرسی پر عذر کی وجہ سے جواز کی دلیل۔

لہٰذا سب سے پہلی بات ''کرسی پر بلا عذر نماز کے حکم'' کے بارے میں عرض ہے کہ بلا عذرِ معقول کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا ناجائز ہے، اور اس کی کئی وجوہات ہیں:

عدم جواز کی پہلی وجہ:

ایک وجہ یہ ہے کہ نماز میں قیام ورکوع وسجدہ فرائض میں داخل ہیں، اور بلا عذر ان میں سے کسی کو چھوڑ دینے سے نماز نہیں ہوتی، اور کرسی پر نماز پڑھنے والا ان تمام فرائض کو چھوڑ دیتا ہے، قیام کی جگہ کرسی پر بیٹھتا ہے اور رکوع وسجدہ دونوں کو چھوڑ کر محض اشارے سے ان کو ادا کرتا ہے، تو اس کی نماز کیسے ہوسکتی ہے؟ لہٰذا جو لوگ بلا عذر معقول کرسی پر نماز پڑھتے ہیں، وہ اپنی نمازوں کو ضائع کر رہے ہیں، اور یہاں یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم نے تو نمازیں پڑھی ہیں؛ لیکن جب اللہ کے یہاں پہنچیں گے تو ان کے نامۂ اعمال اس سے خالی ہوں گے؛ لہٰذا ایسے لوگ ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ اگر قیامت کے دن نماز کی محنت کرنے کے باوجود ہمارا نامۂ اعمال نماز سے خالی ہو تو کیا ہوگا؟

عدم جواز کی دوسری وجہ:

دوسرے یہ کہ نماز دراصل اللہ تعالیٰ کی عظیم ہستی کے سامنے بندے کی بندگی، عاجزی

وانکساری کا نام ہے اور اللہ کی جلالت کے روبرو خدا کے غلام کی تواضع وفروتنی سے عبارت ہے، اور کرسی پر نماز پڑھنے کی صورت میں یہ مقصد ہی فوت ہوجاتا ہے؛ کیوں کہ کرسی پر بیٹھنے کی حالت عموماً عاجزی وانکساری کی نہیں ہوتی؛ بلکہ ایک حد تک یہ متکبرانہ ہوتی ہے، نیز اگر متکبرانہ نہیں ہوتی تب بھی عرف عام میں بڑوں کے سامنے کرسی پر بیٹھنا بے ادبی سمجھا جاتا ہے، یا کم از کم خلافِ ادب خیال کیا جاتا ہے۔ اب غور کیجیے کہ کیا اللہ عزوجل کے دربارِ عالی شان و درگاہ بے نیاز میں بلاوجہ کرسی پر بیٹھنا اچھا معلوم ہوتا ہے؟ لہٰذا یہ صورت نماز کی مقصدیت کے خلاف ہونے کی وجہ سے بھی ناجائز ہے۔

عدم جواز کی تیسری وجہ:

تیسرے یہ کہ کرسیوں پر بیٹھ کر عبادت کرنے میں غیروں سے مشابہت پائی جاتی ہے؛ چنانچہ عیسائیوں میں رواج ہے کہ وہ اپنے چرچوں میں کرسیوں پر عبادت کرتے ہیں، اور یہ بات اسلام کی اہم تعلیمات میں سے ہے کہ غیروں کی مشابہت اختیار نہ کی جائے۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ'' (جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ ان ہی میں سے ہوگا) (ابوداود:۴۰۳۳)

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا، لَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰى؛ فَإِنَّ تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ الْإِشَارَةُ بِالْأَصَابِعِ، وَتَسْلِيْمُ النَّصَارٰى الْإِشَارَةُ بِالْأَكُفِّ''.

(وہ ہم میں سے نہیں جو غیروں سے مشابہت اختیار کرے، تم یہود سے مشابہت نہ کرو اور نہ نصاری سے، یہود کا سلام انگلیوں کے اشارے سے اور نصاری کا سلام ہتھیلیوں کے اشارے سے ہوتا ہے) (ترمذی:۲۶۹۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''جُزُّوْا الشَّوَارِبَ وَأَرْخُوا اللُّحٰى، خَالِفُوْا الْمَجُوْسَ'' (مونچھوں کو کٹاؤ اور داڑھی کو بڑھاؤ، اور مجوسیوں کی مخالفت کرو) (مسلم:۶۲۶، معرفۃ السنن بیہقی:۱/۴۴۰، مسند ابوعوانۃ:۱/۱۶۱)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اسلام غیروں سے مشابہت اختیار کرنے کے سلسلے میں کس قدر حساس واقع ہوا ہے؟ جب اسلامی شریعت لباس و پوشاک، اور بال و کھال تک میں غیروں کی مشابہت کو پسند نہیں کرتا تو نماز جیسی اہم ترین عبادت اور مؤمن کی زندگی کے بنیادی مقصد کے

بارے میں یہ کیسے گوارا کرسکتا ہے کہ وہ غیروں کے طور وطریقے کے مطابق انجام دیا جائے؟

لہٰذا بلاعذر کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا ناجائز ہے، اوراس طرح نماز پڑھنے والوں کی نماز بالکل بھی نہیں ہوتی، اوراس طرح پڑھی ہوئی نمازیں ان کے ذمہ علی حالہ باقی رہتی ہیں۔

محور دوم: عذر معقول کی وجہ سے کرسی پر نماز جائز ہے

دوسری بحث یہ ہے کہ عذر ہونے کی صورت میں کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ کیا کسی بھی عذر وتکلیف میں کرسی کا استعمال نماز کے لیے جائز نہیں؟ یا کچھ شرائط وقیود کے ساتھ جائز بھی ہے؟

مشقت سے احکام میں تخفیف:

یہ جاننے سے پہلے ایک اصولی بات سمجھ لینی چاہیے؛ تاکہ بات واضح وصاف طریقہ پر سامنے آجائے۔ وہ یہ کہ ہماری شریعت نہایت معتدل ہے جس میں نہ افراط ہے نہ تفریط؛ اس لیے یہ بات تو یقینی ہے کہ عذر وتکلیف کی صورت میں اس میں تخفیف وسہولت دی جاتی ہے۔

چناں چہ شریعت کے اصول میں سے ایک اصول یہ ہے کہ اس نے بیماری وتکلیف کو تخفیف احکام کا سبب مانا ہے۔

اسی کو فقہا یوں بیان کرتے ہیں کہ: "اَلْمَشَقَّةُ تَجْلِبُ التَّيْسِيرَ" (مشقت آسانی کا باعث بنتی ہے) (الاشباہ والنظائر لابن نجیم: ۱/ ۷۵، الاشباہ والنظائر للسیوطی: ۱/ ۱۶۰)

اور یہ قاعدہ فقہیہ متعدد قرآنی وحدیثی نصوص سے اخذ کیا گیا ہے، جیسا کہ فقہاء نے ثابت کیا ہے۔ اور علماء نے لکھا ہے کہ عبادات میں تخفیف کے سات اسباب ہیں، اوران میں سے ایک مرض کو بھی لکھا ہے۔ (الاشباہ والنظائر لابن نجیم: ۱/ ۷۵، الاشباہ والنظائر للسیوطی: ۱/ ۱۶۰)

مشقت کے درجات واحکام:

لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ ہر قسم کی تکلیف مرض اس سے مراد نہیں؛ بلکہ وہ مرض وتکلیف جس سے انسان کو شدید پریشانی لاحق ہوتی ہے، ورنہ تھوڑی بہت تکلیف تو ہر کام میں ہوتی ہے، حتیٰ کہ خود نماز پڑھنا بھی ایک مشکل کام ہے، اسی طرح بعض امراض خفیفہ میں بھی تھوڑی بہت مشقت ہوتی ہے، جیسے سر درد، یا معمولی زخم کی تکلیف وغیرہ؛ مگر ان کی وجہ سے تخفیف نہیں دی جاتی۔

اسی لیے فقہاء نے لکھا ہے کہ مشقت دو قسم پر ہے: ایک وہ مشقت جو عبادت سے اکثر وبیشتر

جدا نہیں ہوتی، جیسے وضو وغسل میں سردی کی مشقت، اور طویل دن اور سخت گرمی میں روزے رکھنے کی مشقت ..... پس اس قسم کی مشقت کا عبادات کے ساقط ہونے میں کسی بھی وقت اعتبار نہیں، اور رہی وہ مشقت جو غالب طور پر عبادات سے جدا ہوتی ہے، اس کے کئی مراتب ہیں: پہلی بڑی اور پریشان کرنے والی مشقت ہے، جیسے جان پر یا اعضاء پر، یا اعضاء کے متعلقہ فوائد پر خوف کی مشقت، پس یہ مشقت موجبِ تخفیف ہے؛ دوسری معمولی وہلکی مشقت، جیسے انگلی میں معمولی درد ہونا، یا سر میں معمولی سا چکر ہونا، یا معمولی سی طبیعت کی خرابی، پس اس کا کوئی اثر نہیں اور نہ اس کا کوئی لحاظ ہوتا ہے؛ اور تیسری ان دو کی درمیانی مشقت، جیسے رمضان میں بیمار آدمی نے روزہ رکھنے سے مرض کے بڑھ جانے کا خوف کیا، یا بیماری سے دیر سے صحت یاب ہونے کا اندیشہ کیا، پس اس کے لیے روزہ نہ رکھنا جائز ہے) (الاشباہ والنظائر لابن نجیم: ۸۲/۱، الاشباہ والنظائر للسیوطی: ۱۶۸/۱)

الغرض مشقت و بیماری اسبابِ تخفیف میں سے ہے؛ مگر ہر تکلیف و بیماری نہیں؛ بلکہ وہ جس میں انسان کو ناقابلِ برداشت تکلیف پیش آئے اور وہ اس کو سہار نہ سکے۔

شریعت میں معذور کے لیے سہولت اور اس کی شرائط:

جب یہ تفصیل معلوم ہوگئی تو اب قابل غور بات یہ ہے کہ کرسی پر نماز کے جواز کے لیے کیا اور کون سے اعذار معتبر ہیں اور وہ کیا اور کون سے اعذار ہیں جو معتبر نہیں؟ اس کے جواب سے پہلے اصحاب اعذار کے لیے حضرات فقہاء کرام کے لکھے ہوئے مسائل پر ایک اجمالی نظر ڈال لیں:

(۱) قیام فرض ہے، لہٰذا جو شخص قیام کر سکتا ہے اس کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنا فرض ہے، اور جو کسی عذر کی وجہ سے کھڑا نہیں ہوسکتا، تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ پورا وقت کھڑا نہیں ہوسکتا؛ لیکن کچھ دیر قیام کرسکتا ہے تو وہ کچھ دیر قیام کرے اور بعد میں بیٹھ جائے، اگر اس نے کچھ دیر قیام پر قدرت کے باوجود کچھ دیر قیام نہیں کیا، اور شروع ہی سے بیٹھ کر نماز پڑھ لی تو اس کے لیے یہ جائز نہیں۔

العنایۃ شرح الہدایۃ میں ہے کہ جب بعض قیام پر قادر ہوا گرچہ کہ ایک آیت یا ایک مرتبہ اللہ اکبر کہنے کے برابر نہ کہ پورا، تو امام ابوجعفر ہندوانیؒ نے کہا کہ اس کو حکم دیا جائے گا کہ جس قدر کھڑا ہوسکتا ہے وہ کھڑا ہو، پس جب قیام کرنے سے عاجز آجائے تو پھر بیٹھ جائے، اور اگر ایسا نہیں کیا تو مجھے خوف ہے کہ اس کی نماز فاسد ہوجائے گی، یہی مذہب ہے اور ہمارے اصحاب سے اس کے خلاف کوئی بات مروی نہیں ہے؛ کیونکہ طاعت بقدر طاقت ہوتی ہے (العنایۃ شرح الہدایۃ: ۳۱۴/۲)

دررالحکام میں ہے کہ اگر بعض قیام پر قدرت رکھتا ہوتو وہ قیام کرے، پس اگر وہ قیام کے ساتھ تکبیر کہہ سکتا ہو یا تکبیر اور تھوڑی قرارت کرسکتا ہوتو اس کو قیام کا حکم دیا جائے گا، شمس الائمہ نے کہا کہ یہی صحیح مذہب (احناف) ہے، اور اگر اس نے قیام کو ترک کردیا تو خوف ہے کہ اس کی نماز جائز نہیں ہوگی (دررالحکام: ۲/۷۸)

اور درمختار میں ہے کہ اگر کوئی تھوڑی دیر بھی کھڑے ہونے پر قادر ہو تو وہ اپنی طاقت کے بقدر لازمی طور پر کھڑا ہو، اگر چہ ایک آیت یا ایک تکبیر کی مقدار ہی کیوں نہ ہو، اس لیے کہ بعض کو کل پر قیاس کیا گیا ہے) (درمختار مع ردالمحتار: ۲/۹۷)

(۲) اور جو شخص خود تو نہیں کھڑا ہوسکتا؛ لیکن کسی دوسرے آدمی یا کسی چیز کو سہارا دے کر کھڑا ہوسکتا ہے تو اس کو بھی کسی کے سہارے سے کھڑا ہونا لازم ہے، اس کو بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں، اور اگر کوئی خود بھی نہیں کھڑا ہوسکتا اور نہ کسی کے سہارے سے کھڑا ہوسکتا ہے اس کے لیے جائز ہے کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔

علامہ ابن الہمام نے فتح القدیر میں اور علامہ البابرتی نے عنایہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ: اگر ٹیک لگا کر قیام کرسکتا ہو تو شمس الائمہ نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ وہ کھڑے ہوکر ٹیک کے ساتھ نماز پڑھے گا، اور اس کے سوا جائز نہ ہوگا، اسی طرح اس صورت میں بھی ہے کہ اگر عصا پر ٹیک لگانے یا خادم ہو تو اس پر ٹیک لگانے سے قیام کی قدرت مل جائے (فتح القدیر: ۲/۳، العنایۃ: ۲/۴/۳۱ واللفظ لہ)

فتاوی ہندیہ میں ہے کہ: اگر ٹیک لگا کر قیام کرسکتا ہو تو صحیح یہ ہے کہ وہ کھڑے ہوکر ٹیک کے ساتھ نماز پڑھے گا، اور دوسری صورت اس کے لیے جائز نہ ہوگی، اسی طرح اس صورت میں بھی ہے کہ اگر عصا پر ٹیک لگانے یا خادم ہو تو اس پر ٹیک لگانے سے قیام کی قدرت مل جائے تو وہ کھڑا ہوگا اور ٹیک لگائے گا (فتاویٰ ہندیہ: ۱/۶۳۱، ردالمحتار: ۲/۹۷)

(۳) قیام کرتو سکتا ہے؛ مگر اس سے شدید تکلیف ہوتی ہے، جو ناقابل برداشت ہے یا بیماری وعذر کے بڑھ جانے کا غالب گمان ہے تو اس کے لیے بھی یہی تفصیل ہے کہ اگر کسی کے سہارے کھڑے ہونے سے تکلیف نہیں ہوتی تو وہ کسی کے سہارے قیام کرے، اور پورا وقت کھڑے ہونے سے تکلیف ہوتی ہے، مگر کسی کا سہارا لینے سے بقیہ وقت میں قیام میں تکلیف نہیں ہوتی تو وہ کچھ دیر تو خود قیام کرے اور باقی وقت کسی کے سہارے سے قیام کرے، اور اگر کسی کو ہر صورت میں شدید تکلیف ہوتی ہے تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

دررالحکام میں ہے کہ: جب قیام کرنا بیماری کی وجہ سے متعذر و مشکل ہو جائے یا کھڑے ہونے سے بیماری کے بڑھ جانے کا خوف ہو یا بیماری کے دیر سے درست ہونے کا اندیشہ ہو یا سر چکرانے کا ڈر ہو یا کھڑے ہونے سے شدید تکلیف محسوس کرے تو بیٹھ جائے) (دررالحکام:۲/۷۸)

علامہ شامی لکھتے ہیں: ”أرادَ بالتعذُّرَ التعذُّر الحقيقيَّ؛ بِحَيْثُ لو قام سَقطَ... أو الحكمي؛ بِأنْ خَافَ زِيَادَتَهٗ أَوْ بُطْءَ بُرْئِهٖ بِقِيَامِهٖ أَوْ دَوَرَانَ رَأْسِهٖ أو وَجَدَ لِقِيَامِهٖ ألماً شديداً صلى قاعداً“.

(یعنی مصنف نے عذر سے عذرِ حقیقی مراد لیا ہے،اس طور پر کہ کھڑا ہو تو گر جائے ،یا حکمی مراد لیا ہے؛اس طور پر کہ اسے بیماری کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو، یا کھڑے ہونے کی وجہ سے صحت یابی میں تاخیر کا اندیشہ ہو، یا سر چکرانے کا اندیشہ ہو، یا کھڑے ہونے میں سخت تکلیف محسوس کرے،تو بیٹھ کر نماز پڑھے) (درمختار ورد المحتار:۲/ ۹۶)

یہ تو شدید تکلیف کا حکم ہے، اور اگر کسی کو تکلیف تو ہوتی ہے مگر تھوڑی بہت جو قابل برداشت ہے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں اور اس کو بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: ”فإنْ لَحِقَهٗ نوعُ مَشقَّةٍ لم يجُزْ تركُ ذٰلِكَ الْقِيَامِ“. (یعنی اگر کھڑے ہونے میں معمولی تکلیف لاحق ہو تو قیام کا چھوڑنا جائز نہیں) (فتاویٰ ہندیہ:۱/۱۳۶)

اور علامہ ابن الہمامؒ نے فتح القدیر میں، علامہ زیلعیؒ تبیین الحقائق میں اور علامہ المیدانیؒ نے اللباب فی شرح الکتاب میں لکھا ہے کہ:

”فإن لَحِقَهٗ نَوعُ مشقّةٍ لم يَجُز تركُ القيام بِسَبَبِهَا“ (یعنی اگر کھڑے ہونے میں معمولی تکلیف لاحق ہو تو اس کی وجہ سے قیام کا چھوڑنا جائز نہیں) (فتح القدیر:۲/۳،تبیین الحقائق: ۲/۴۵۶،اللباب:۱/۴۹)

(۴) جو شخص اوپر کی تفصیل کے مطابق کسی بھی طرح قیام نہیں کر سکتا، اور بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے تو وہ زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرے، اور اگر خود بیٹھ نہیں سکتا؛ لیکن کسی دوسرے شخص یا چیز جیسے دیوار، وغیرہ کے اوپر ٹیک لگا کر بیٹھ سکتا ہے تو اس کو کسی کے اوپر ٹیک لگا کر بیٹھنا ضروری ہے۔

المحیط البرہانی میں ہے کہ: امام محمد نے اپنی کتاب ”الاصل“ میں یہ صورت ذکر نہیں کی کہ اگر ایک شخص ٹھیک سے بیٹھ نہیں سکتا، اور ٹیک لگا کر یا کسی دیوار یا انسان وغیرہ پر سہارا لے کر بیٹھ سکتا ہو تو امام شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا کہ ہمارے مشائخ نے کہا کہ اس کے لیے کسی کے سہارے سے

یا ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے نماز پڑھے تو جائز ہے، اور لیٹ کر نماز پڑھے تو جائز نہیں) (المحیط البرہانی:۲/۲،۲۷)

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ: "وإذا لَمْ يَقْدِرْ عَلَى الْقُعُوْدِ مُسْتَوِياً وقَدَرَ مُتَّكِئاً أو مُستنِداً إلى حائطٍ أو إنسانٍ، يجب أن يصلي مُتّكئاً أو مُستنِدًا ولا يجوز له أن يصلّيَ مُضطجعاً". (اور جب ٹھیک سے بیٹھنے پر قادر نہ ہو؛ بلکہ ٹیک لگا کر یا کسی دیوار یا انسان کا سہارا لے کر بیٹھنے پر قادر ہو تو ضروری ہے کہ وہ نماز پڑھے ٹیک لگا کر یا سہارا لے کر اور اس کے لیے لیٹ کر نماز پڑھنا جائز نہیں) (فتاویٰ ہندیہ:۱/۱۳۶)

(۵) اور جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے اور رکوع وسجدہ بھی کر سکتا ہے وہ بیٹھ کر ہی رکوع وسجدہ کرلے، لہٰذا جو شخص زمین پر بیٹھ کر رکوع وسجدے کے ساتھ نماز ادا کرسکتا ہے، اسکو رکوع وسجدہ کرنا فرض ہے، کیونکہ وہ اس پر قادر ہے اور یہ دونوں بھی نماز میں فرض ہیں۔

امام قدوری فرماتے ہیں کہ: "إذا تعذّرَ على المريض القيامُ صلّى قاعداً يَرْكَعُ ويَسْجُدُ" (جب مریض پر قیام دشوار ہوجائے تو بیٹھ کر رکوع وسجدہ کرتے ہوئے نماز پڑھے) (الجوہرۃ:۱/۳۱۱)

الاختیار لتعلیل المختار میں ہے کہ: جب قیام سے عاجز ہوجائے یا قیام سے مرض بڑھ جانے کا خوف ہو تو بیٹھ کر رکوع وسجدہ کرتے ہوئے نماز ادا کرے (الاختیار لتعلیل المختار:۱/۸۲)

اس سے معلوم ہوا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والا اگر رکوع وسجدے پر یا ان میں سے ایک پر قادر ہے تو اس کو بیٹھ کر رکوع وسجدہ کرنا لازم ہے، ورنہ اس کی نماز نہیں ہوگی۔

(۶) جو شخص زمین پر بیٹھ سکتا ہے، مگر رکوع وسجدے کے لیے جھک نہیں سکتا وہ بیٹھ کر رکوع وسجدے کے لیے اشارہ کرلے، اسی طرح جو شخص رکوع وسجدے کے لیے جھکنے میں شدید تکلیف محسوس کرتا ہے جو ناقابل برداشت ہو تو وہ بھی رکوع وسجدے کا اشارہ کرسکتا ہے۔

فقہاء نے لکھا ہے کہ: "فإنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ أَوْمأ إيماءً" پس اگر رکوع وسجود نہ کرسکے تو اشارے سے کرلے (الجوہرۃ:۱/۳۱۱، واللفظ لہ، البحرالرائق:۲/۱۲۲)

(۷) اور اگر کوئی شخص اس قدر بیمار ہے کہ وہ بیٹھ کر رکوع وسجدہ نہیں کرسکتا، تو اس کو چت لیٹ کر یا پہلو پر لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھنے کی اجازت ہے اور اس کو چاہیے وہ سر سے رکوع وسجدے کا اشارہ کرے اور سجدہ کا اشارہ رکوع کے اشارے سے زیادہ کرے۔

الجوہرة میں ہے کہ: "فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الْقُعُوْدَ اِسْتَلْقٰی عَلٰی ظَهْرِهٖ الخ" (پس اگر بیٹھنے کی طاقت نہ ہوتو پیٹھ کے بل لیٹ جائے الخ) (الجوہرة:۱/۳۱۲)

اور البحر الرائق میں ہے کہ: اگر بیٹھنا دشوار ہو جائے تو چت لیٹ کر یا اپنے بازو پر لیٹ کر اشارے سے پڑھے (البحر الرائق:۲/۱۲۳)

اس تفصیل سے بیماروں ومعذوروں کو شریعت کی دی ہوئی سہولت اور اسی کے ساتھ اس کی شرائط کا بھی علم ہوگیا، جس کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ ان فرائض کے ادا کرنے کی جس قدر طاقت وگنجائش ہے اس قدر ان کو ادا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے، جہاں ممکن نہ ہو یا ممکن تو ہو مگر زیادہ پریشانی وتکلیف ہوتی ہو، وہاں ان فرائض کو چھوڑنے کی اوپر کی تفصیل کے مطابق گنجائش ہے۔

کرسی پر نماز کا مسئلہ:

اب سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے زمین پر بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو؛ لیکن کرسی پر بیٹھ سکتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

(۱) مثلاً ایک شخص کا ایکسیڈنٹ ہوا اور کمر میں راڈ داخل کی گئی ہے جس کی وجہ سے وہ کرسی پر بیٹھ سکتا ہے؛ مگر جھک نہیں سکتا، بیٹھ نہیں سکتا اور رکوع یا سجدہ نہیں کرسکتا۔

(۲) ایک شخص اس قدر کمزور ہے کہ اٹھنا بیٹھنا اس کے لیے دشوار ہے، اگر اٹھتا بیٹھتا ہے تو ناقابل برداشت تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا وہ کرسی پر بیٹھ کر اپنے کام کاج کرتا ہے اور اسی میں نماز بھی پڑھ لیتا ہے۔

(۳) ایک شخص کو موٹاپے کی وجہ سے زمین پر بیٹھنے میں شدید تکلیف ہوتی ہے، اگرچہ وہ چل سکتا ہے اور قیام بھی کرسکتا ہے؛ مگر بیٹھ نہیں سکتا، لہٰذا کرسی پر ہی اس کو اپنے تمام دنیوی کام بھی کرنے پڑتے ہیں اور نماز بھی وہ اسی پر پڑھتا ہے۔

(۴) ایک شخص اس قدر کمزور یا بیمار ہے کہ زمین پر از خود نہیں بیٹھ سکتا اور اگر بیٹھ گیا تو اٹھ نہیں سکتا؛ بلکہ اس کو اس صورت میں ایک دو آدمیوں سے مدد لینی پڑتی ہے۔ اور بعض دفعہ کوئی ایسا خادم یا اعانت کرنے والا میسر نہیں ہوتا؛ لہٰذا وہ اس پریشانی کی وجہ سے کرسی پر ہی نماز پڑھ لیتا ہے۔

(۵) بعض بیماریاں ایسی ہوتی ہیں جن میں ڈاکٹروں کی ہدایت ہوتی ہے کہ نیچے نہ بیٹھا جائے، ورنہ بیماری کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہے، اس وجہ سے بھی کرسی پر نماز کی ضرورت کسی کو پیش آسکتی ہے۔

ظاہر ہے ان تمام صورتوں اوراس طرح کی صورتوں میں عذر معقول موجود ہے اوراس کا اعتبار کرنا شرعاً بھی درست ہے؛ لہٰذا اس قسم کے اصحابِ اعذار کو کرسی پر نماز کی اجازت ہونی چاہیے؛ کیونکہ اوپر خود فقہاء کے کلام میں یہ ضابطہ ہم نے پڑھ لیا ہے کہ: طاعت بقدر طاقت ہوا کرتی ہے۔ جب اس قسم کے اعذار میں نیچے بیٹھ کر نماز کی طاقت نہیں یا نیچے بیٹھنا بڑا مشکل ہے تو کرسی پر پڑھنے کی اجازت ایک معقول بات بھی ہے اوراصول فقہیہ کی روشنی میں شرعی بات بھی ہے۔

لیکن اس جگہ وہی دو باتیں ذہن نشین ہونی چاہئیں: ایک تو یہ کہ عذر موجود ہو، بلا عذر کرسی پر نماز پڑھنا گناہ بھی ہے اوراس کی وجہ سے نماز ہوتی بھی نہیں، اور دوسری بات یہ کہ معمولی اور چھوٹا موٹا عذر نہیں؛ بلکہ معقول وشرعاً معتبر عذر ہو، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی یا تو سکت وطاقت ہی نہ ہو، یا طاقت تو ہو؛ مگراس سے ناقابلِ برداشت تکلیف ودرد ہوتا ہو، یا زمین پر بیٹھنے سے بیماری وتکلیف کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو۔اس صورت میں کرسی پر نماز کی اجازت ہے۔

محورسوم: عذر سے کرسی پر نماز کے جواز کی دلیل:

اب رہا یہ سوال کہ عذر کی وجہ سے کرسی پر نماز کے جواز کی دلیل کیا ہے؟ اس مسئلے کی دلیل میں احقر کو ایک فقہی نظیر بھی الحمدللہ مل گئی جس سے اس مسئلے پر اچھی طرح روشنی پڑتی ہے۔ وہ یہ کہ حضرات فقہاء نے لکھا ہے کہ بعض صورتوں میں سواری کے جانور پر بیٹھے ہوئے بھی نماز کی گنجائش ہے۔ مثلاً:

(۱) کسی جگہ زمین میں کیچڑ ہی کیچڑ ہے اور وہاں زمین پر اتر کر نماز نہیں پڑھی جاسکتی تو ایسی جگہ جانور ہی پر بیٹھ کر نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

(۲) اسی طرح کسی کا جانور سرکش ہے جس کی وجہ سے اس پر سوار ہونا کارے دارد، لہٰذا اگر اس سے اتر گئے تو دوبارہ اس پر سوار ہونے میں مشکل پیش آئے گی تو اس جانور ہی پر نماز پڑھ لینے کی گنجائش ہے۔

(۳) اسی طرح اگر جانور سے اترنے کی صورت میں کسی چور وڈاکو یا درندے کی جانب سے جان کا خطرہ ہو تو جانور پر بیٹھے ہوئے نماز جائز ہے۔

(۴) بوڑھا آدمی جانور پر سوار ہے اگر اترے گا تو دوبارہ بیٹھنا مشکل ہے، تو اس کو سواری ہی پر نماز کی اجازت ہے۔

(۵) کوئی بیمار ہے اور اس کی وجہ سے سواری سے اتر نہیں سکتا تو اس کو بھی جانور ہی پر سوار ہوتے ہوئے نماز جائز ہے۔

کرسی پر نماز کی فقہی نظیر:

درج ذیل عبارات میں ان مسائل کا ذکر موجود ہے:

الجوہرۃ النیرۃ میں جانور پر نفل نماز جائز ہونے کے مسئلے کے ضمن میں ''نفل نماز'' کی قید کیوں لگائی ہے، اس کا فائدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"لأن المكتوبةَ لا تجوزُ على الدَّابَّةِ إلَّا من عُذر، وهو أن يَخافَ مِنَ النُّزُولِ على نفسِهِ أو دابَّتِهِ من سَبُعٍ أو لِصٍّ، أو كَانَ فِي طِينٍ أو رَدغَةٍ لا يجدُ على الأرض مكانا جَافًّا، أو كانت الدابةُ جَمُوحاً لو نَزَلَ لا يمكنه الرُّكوب إلّا بمُعِين، أو كان شَيخاً كبيراً لا يُمكِنُه و لا يَجِدُ مَن يُعِينُه فتجوزُ صلاةُ الفَرض في هذه الأحوال كُلِّها على الدَّابَّة.

(کیونکہ بلا عذر جانور پر بیٹھ کر فرض نماز جائز نہیں ہوتی، اور عذر یہ ہے کہ جانور سے اترنے سے کسی درندے یا چور کا اپنے اوپر یا جانور پر خوف ہو، یا گارا و کیچڑ ہو جس سے زمین پر کوئی سوکھی جگہ نہ پائے، یا جانور سرکش ہو کہ اگر سواری سے اترے تو دوبارہ سوار ہونا بغیر کسی کی مدد کے ممکن نہ ہو، یا بوڑھا آدمی ہو جس کو سوار ہونا ممکن نہ ہو اور کوئی سوار کرانے والا نہ ملے، تو ان تمام احوال میں جانور پر بیٹھے ہوئے فرض نماز جائز ہے) (الجوہرۃ النیرۃ:۱/۲۹۶)

اور یہی بات تبیین الحقائق میں ہے کہ: "وَهِيَ أَنْ يَخَافَ مِنَ النُّزُولِ على نَفْسِهِ أو دَابَّتِهِ من سبعٍ أو لِصٍ، أو كَانَ فِي طِينٍ أو رَدَغَةٍ، قال في المحيط: يغيبُ وجهه فيها، لا يَجِدُ مكاناً جَافًّا، أو كانت الدابةُ جَمُوحاً لو نزل لا يمكنه ركوبُها إلا بعَنَاءٍ، أو كان شيخاً كبيراً لا يمكنه أن يركبَ فلا يجدُ مَنْ يُعِينُه على الرُّكُوبِ، فتجوزُ صَلاةُ الفرض فى هذه الأحوال كُلِّها على الدَّابَّة". (اور عذر یہ ہے کہ جانور سے اترنے سے کسی درندے یا چور کا اپنے اوپر یا جانور پر خوف ہو، یا گارا و کیچڑ ہو، جس میں چہرہ رکھنے سے اندر دھس جائے، اور زمین پر کوئی سوکھی جگہ نہ پائے، یا جانور سرکش ہو کہ اگر سواری سے اترے تو دوبارہ سوار ہونا بغیر مشقت کے ممکن نہ ہو، یا کوئی بوڑھا آدمی ہو جس کو سوار ہونا ممکن نہ ہو اور کوئی سوار کرانے والا نہ ملے، تو ان تمام احوال میں جانور پر بیٹھے ہوئے فرض نماز جائز ہے) (تبیین الحقائق:۲/۳۴۵)

البحر الرائق اور رد المحتار میں ہے: وَكذا المَرِيضُ الرَّاكِبُ إذَا لَم يَقدِرُ عَلى النُّزُولِ،

وَلَا عَلیٰ مَنْ یَنْزِلُه الخ (اسی طرح جو مریض سوار ہو جب سواری سے اترنے پر اور اتارنے والے پر قدرت نہ ہو) (البحرالرائق، شامی: ۹۶/۲)

الاختیار لتعلیل المختار میں ہے کہ: ”مریضٌ راکبٌ لا یَقْدِرُ علی مَنْ یُنزِلُه یُصَلِّی المکتوبۃَ راکباً بإیماءٍ، وکذلك إذا لم یَقْدِرْ علی النُّزُول لمَرَضٍ أو مَطَرٍ أو طینٍ، أو عَدُوٍّ“۔ (مریض شخص جو سواری پر سوار ہوا اگر اتارنے والے پر قدرت نہ ہو تو وہ فرض نماز سواری ہی پر اشارے سے پڑھ لے، اسی طرح اس وقت بھی جب سواری سے اترنے پر مرض کی وجہ سے یا بارش یا گارے یا دشمن کی وجہ سے قدرت نہ ہو) (الاختیار: ۸۳/۱)

اور تحفۃ الفقہاء میں ہے کہ: ”أَمَّا الْفَرْضُ فَیَجُوْزُ عَلی الرَّاحِلَةِ بِشَرْطَیْنِ: أَحَدُهُما أَنْ یَکُوْنَ خَارِجَ الْمِصْرِ سَوَاءٌ کَانَ مُسَافِراً أو خَرَجَ إلی الضیعة. والثانی أَنْ یَکُوْنَ به عُذرٌ مانعٌ من النُّزُول عن الراحلة، الخ“ (رہی فرض نماز تو وہ سواری پر دو شرطوں سے جائز ہے: ایک یہ کہ شہر سے باہر ہو خواہ سفر کی وجہ سے یا اپنی زمین کی جانب جانے کے واسطے، دوسری شرط یہ کہ اس کے ساتھ عذر ہو جو سواری سے اترنے سے مانع بنے) (تحفۃ الفقہاء: ۱۵۳/۱)

ان تمام عبارات میں دابہ یعنی سواری کے جانور پر نمازِ فرض کی اجازت دی گئی ہے، اور ان سب کو قیام و رکوع و سجود کے ساقط ہونے کے لیے عذر مانا گیا ہے۔ اور ہر کوئی جانتا ہے کہ جانور پر بیٹھنے کی ہیئت تقریباً وہی ہوتی ہے جو کرسی پر بیٹھنے کی ہوتی ہے، اور اس پر نماز کی صورت بھی تقریباً وہی ہوتی ہے جو کرسی پر نماز کی ہوتی ہے، لہٰذا ان اعذار میں جانور پر نماز کا جواز دراصل کرسی پر نماز کے جواز کی واضح نظیر ہے۔

حدیث و آثار سے استدلال:

اور فقہاء نے یہ مسئلہ ایک حدیث سے مستنبط کیا ہے، جسے ترمذی، احمد، بیہقی اور دارقطنی وغیرہ محدثین نے حضرت یعلی بن مرہؓ سے روایت کیا ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ:

أنّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ انْتَهٰی إلٰی مَضِیْقٍ هُوَ وَ أَصْحَابُهُ، وَهُوَ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ، وَالسَّمَاءُ مِنْ فَوْقِهِمْ، وَالْبَلَّةُ مِنْ أسْفَلِهِمْ، فَحَضَرَتِ الصّلاۃُ، فَأَمَرَ الْمُؤَذِّنَ، فَأَذَّنَ وَأَقَامَ، ثُمَّ تَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ، فَصلّٰی بِهِمْ یُوْمِيْ إِیْمَاءً، یَجْعَلُ السُّجُوْدَ أَخْفَضَ مِنَ الرُّکُوْعِ“ (رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہؓ ایک تنگ جگہ پہنچے جبکہ آپ سواری پر سوار تھے، اور اوپر سے آسمان برس رہا تھا اور نیچے تری و کیچڑ تھا، پس نماز کا وقت آ گیا تو آپ نے مؤذن کو حکم دیا

تو اس نے اذان دی اور اقامت کہی، پھر آپ ﷺ اپنی سواری پر آگے بڑھے، اور لوگوں کو اشارے سے نماز پڑھائی، سجدے کا اشارہ رکوع کے شارے سے زیادہ پست کیا) (ترمذی:۴۱۱، مسند احمد: ۱۷۶۰۹، سنن بیہقی :۲/۷، دار قطنی : ۱۴۲۹)

اس حدیث کے بارے میں علماء محدثین کا اختلاف ہے کہ یہ کس درجے کی ہے؟ امام ترمذی نے کہا:

”هذا حديثٌ غريبٌ تَفَرَّدَ بِهِ عمر بن الرماح البلخي، لا يُعْرَفُ إلّا مِنْ حديثِهٖ، وقد رَوىٰ عنه غيرُ واحدٍ مِنْ أهلِ الْعِلْم“

اور ابن حجر نے ”التلخيص الحبير“ میں لکھا کہ: ”قال عبدُ الحق: إسنادُه صحيحٌ، والنووی: إسنادُه حَسَنٌ، وضعَّفَهُ البيهقي وابنُ العربي وابنُ القطان لحال عمرو بن عثمان“ (التلخيص الحبير: ۱/ ۵۲۲)

اور ابن عبدالبر نے ”التمہید“ میں کہا کہ: ليس إسْنادُه بِشَيءٍ. (التمهيد:۲۳/ ۶۱)

معلوم ہوا کہ اس کی صحت کے بارے میں اختلاف ہے، تاہم اس کی صحت حضرت انس بن مالکؓ کے ایک اثر سے ہوتی ہے؛ کیونکہ محدثین کے نزدیک حدیث کی تقویت کا ایک ذریعہ آثار صحابہ کا اس کے موافق ہونا بھی ہے۔

چنانچہ امام طبرانی نے حضرت ابن سیرین سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ: ”أَقْبَلْنَا مَعَ أَنَسٍؓ مِنَ الْكُوفَةِ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِأَطَّطٍ أَصْبَحْنَا وَالْأَرْضُ طِينٌ وَماءٌ، فَصَلّٰى الْمَكْتُوبَةَ عَلٰى دَابَّتِهٖ“ (ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفے سے آئے یہاں تک کہ جب ہم اطیط مقام پر تھے تو ہم نے اس حال میں صبح کی کہ زمین میں کیچڑ و پانی تھا، پس حضرت انسؓ نے فرض نماز جانور پر پڑھی) (معجم طبرانی کبیر:۱/۲۹۲)

اور علامہ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں اس حدیث کے بارے میں فرمایا کہ: ”رواه الطبرانی فی الكبير ورجاله ثقات“ (مجمع الزوائد:۲/۱۹۲)

اور یہ حدیث دوسرے الفاظ سے امام ابن ابی شیبہ اور امام عبدالرزاق نے بھی روایت کی ہے۔ امام عبدالرزاق کے الفاظ یہ ہیں کہ ابن سیرین نے فرمایا کہ: ”كُنْتُ مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ فِيْ يَوْمٍ مَطِيرٍ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِأَطِيطٍ وَالأَرْضُ فَضْفَاضٌ، صَلّٰى بِنَا عَلٰى حِمَارِهٖ صَلَاةَ الْعَصْرِ يُوْمِيْ بِرَأْسِهٖ إِيْمَاءً وَجَعَلَ السُّجُودَ أَخْفَضَ مِنَ الرُّكُوعِ“ (مصنف عبدالرزاق:۲/۵۷۳)

اور ابن ابی شیبہ کے الفاظ اس طرح ہیں کہ ابن سیرین نے کہا کہ: ”أَقْبَلْتُ مَعَ أَنَسٍؓ مِنَ الْكُوفَةِ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِأَطَّطٍ، وَقَدْ أَخَذَنَا السَّمَاءُ قَبْلَ ذٰلِكَ، وَالأَرْضُ ضَحْضَاحٌ، فَصَلّٰى أَنَسٍ وَهُوَ عَلٰى حِمَارٍ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، وَأَوْمَأَ إِيمَاءً، وَجَعَلَ السُّجُودَ أَخْفَضَ مِنَ الرُّكُوعِ“ (مصنف ابن ابی شیبہ:۲/۹۰)

جب حضرت انسؓ کے عمل کا صحیح طور پر ثبوت ہوگیا کہ انھوں نے بھی کیچڑ کی وجہ سے جانور پر بیٹھے بیٹھے نماز پڑھی تو اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اوپر کی حدیث بھی صحیح ہے؛ کیونکہ یہ حدیث اس کی تائید کررہی ہے؛ لہٰذا اس حدیث اور حضرت انس بن مالکؓ کے اثر سے معلوم ہوا کہ ضرورت پر جانور پر بیٹھے بیٹھے رکوع وسجدے کا اشارہ کرتے ہوئے نماز ہوسکتی ہے اور اس کی گنجائش ہے، اور جیسا کہ عرض کیا گیا یہ نظیر ہے کرسی پر نماز کی؛ لہٰذا معلوم ہوا کہ ضرورت وعذر کی بنا پر کرسی پر نماز جائز ہے۔

❋ ❋ ❋